سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اتباعِ سنت، مشعل راہ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم والذين امنوا اشد حبالله صدق الله العظيم

وقال رسول الله ﷺ لا يومن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين (بخاري ومسلم)

صحابہ کرامؓ کی بے مثال ایثار وقربانیاں:

صحابہ کرام نے اپنے عمل وکردار سے اللہ ورسول کی اطاعت کے وہ نقوش اور مثالیں تاریخ کے اوراق میں ثبت کردیئے کہ زمانہ کفر کے بڑے بڑے جابر وظالم حکمران وسرداران کے ایثار وقربانی اور جذبہ کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے ۔صحابہ نے حضورؐ پر جان ومال ملک ووطن سب کچھ قربان کردیا' جہاں حضور کا پسینہ گرتا وہ اپنا خون قربانی کے لئے پیش کرتے' اللہ ورسول کے احکامات وتعلیمات کا جواثر ان نفوس طیبہ پر ہوا تاریخ نویسوں کے بس میں نہیں کہ ان قربانی دینے والوں کے جذبہ ایمانی سے صرف نظر کرسکیں۔

حضرت خباب بن ارتؓ: انہی جماعت طیبہ کے ایک سپوت وجانثار حضرت خباب بن ارت کو اسلام لانے کے جرم میں بطور سزا کفار نے زمین پر جلتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا صرف اسی پر اکتفانہ ہوا بلکہ ایک شخص نے ان کی چھاتی پر پاؤں اس لئے رکھے کہ جلنے کے کربناک کیفیت میں کہیں حضرت خباب بن ارتؓ اپنے پہلو کو دوسرے طرف نہ موڑے اس اندوہناک سزا کا مرحلہ اسوقت تک جاری رہا جب تک کوئلے خود بخود ٹھنڈے ہوگئے جرم صرف یہی تھا کہ وہ صرف اللہ کو معبود برحق اور سید الرسل کو اس کے رسول وپیغمبر ماننے والے تھے۔

حضرت بلالؓ حضرت بلال حبشیؓ جن کے بارے میں ختم الرسل کا ارشاد ہے کہ اے بلالؓ میں جنت میں داخلہ کے دوران اپنے سے آگے تمہارے قدموں کی آہٹ کو سن رہا تھا کہ مسلمان ہونے کی سزا میں کن کن مصائب کو جھیلنا پڑا' بھاری بھاری پتھر ان کو تپتے سنگریزوں میں لٹا کر ان کے سینہ پر رکھ دیئے جاتے ۔ گلے میں رسی ڈال کر گلیوں میں گھسیٹا گیا مگر سنگ دل لوگوں کی ہر انتہاء کو پہونچے ہوئے اذیت کے بعد ان کی قوت وعزم مزید مستحکم ہوکر جذبہ ایمانی مزید نکھر کر سامنے آتا۔ ہر مصیبت کے موقع پر ایک ہی نعرہ ہوتا کہ اللہ احد اللہ احد۔

حضرت عمرؓ کی بہن کا واقعہ:

حضرت عمرؓ کی بہن کا واقعہ آپ کئی بار مختلف موضوعات کے سلسلہ میں سن چکے ہیں۔ یہ اس دور کا ذکر ہے جب حضرت عمر ابھی مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ حضرت عمر کو اپنی بہن کے اسلام لانے کا معلوم ہوا تو اسے مار مار کر اس کا سارا بدن خون آلودہ کر دیا۔ مگر وہ اس مقدس مقصد پر ڈٹی رہی کہ جو سزا اور عقوبت دینی ہے دے دیں۔ مگر میرا اسلام سے پھرنا ناممکن ہے۔ مرد حضرات تو مرد تھے حضرات صحابیات نے اللہ و رسول سے محبت و اطاعت کیلئے صبر و استقامت کے وہ روایات قائم کئے کہ اس راستہ میں پیش آنے والے ہر قسم کی مصیبت و اذیت کو نہایت خندہ پیشانی اور صبر و شکر سے برداشت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ یہی فقراء و غرباء کا ٹولہ حقیقی معنی میں اللہ کے اس ارشاد کا مصداق بن کر اللہ کے ہاں منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے بعد کامیاب و کامران ہوئے۔ ارشاد باری ہے: ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیھم و لاھم یحزنون (سورۃ احقاف)

''بیشک وہ لوگ جنہوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر اس (اقرار) پر ڈٹے رہے تو وہ نہ کسی سے ڈریں گے اور نہ خوف محسوس کریں گے۔

عاشقان رسولؐ

عاشقانِ رسولؐ کے ان جانثار جماعت صحابہ نے اپنے محبوب ﷺ کے ایک ایک فرمان و خواہش پر اپنے سارے جذبات و خواہشات قربان کر کے اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ سید الرسل ﷺ سے محبت کا یہ حال ہے کہ بڑی سے بڑی اذیت و تکلیف کو برضا و رغبت جھیلنے کے لئے تیار رہے' اس کے مقابلہ میں ایک لمحہ بھی اس بات کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے کہ سردار دو عالم کو معمولی اذیت بھی پہونچے' آپؐ سے محبت و تعلق اور تعلیمات نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی خاطر بڑے سے بڑے دنیاوی پیشکش اور ہر قسم کے طمع و لالچ کی ان کی نظروں میں کوئی حیثیت نہ تھی۔ پیغمبر کے ہر حکم و ادا کو اپنانا اپنے زندگی کا مطمح نظر سمجھ کر اس وقت کے روشن خیالوں اور تہذیب کے دعویداروں کے مذاق اور ہنسنے کو کوئی اہمیت نہ دیتے۔ مثلاً ان عاشقان رسول نے جب اپنے محبوب سے سنا کہ

اہتمام سنت کی فکر:

عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ازرۃ المومن الی انصاف ساقبہ لاجناح علیہ فیما بینہ' وبین الکعبین وما اسفل من ذالک ففی النار قال ذالک ثلاث مرات ولا ینظر اللہ یوم القیامہ الی من جر ازارہ بطرا (ابوداؤد)

''ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ مومن کا

اُزار (تہبند یا شلوار) پہننے کی بہتر صورت تو یہ ہے کہ وہ آدھی پنڈلیوں تک ہو اور آدھے پنڈلیوں سے ٹخنوں تک (کے درمیان) ہونے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ لیکن اس سے (ٹخنوں) سے نیچے جو حصہ لٹکا ہوگا وہ دوزخ کی آگ میں لے جانے کا سبب ہوگا۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ الفاظ تین دفعہ فرمائے۔ اور پھر فرمایا اللہ جل شانہ قیامت کے دن اس شخص کو نظر رحمت سے نہ دیکھیں گے۔ جو از راہ غرور و تکبر اپنا تہبند یا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا۔''

یہ اور اس مضمون کے اور ارشادات حضورؐ سے سننے کے بعد صحابہ ہر وقت فکر مند رہتے کہ کہیں تہبند ٹخنوں سے نیچے تو لٹکا ہوا نہیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ سے یہ حکم سننے کے بعد ہر وقت میں اپنے تہبند کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے کے بارے میں فکر مند ہو کر اسے اونچے رکھنے کی طرف متوجہ رہتا۔

آج اگر ہمیں کوئی پیغمبر کی اس ہدایت پر عمل کرنے کی نصیحت کرے تو روشن خیالی اور مغربی تہذیب و تمدن کے متوالوں سے بھرپور اس دور میں ہم اس حکم کو ٹھکرا کر فوراً کہہ دیں گے کہ اس حالت میں اگر کسی نے دیکھا تو لوگ کیا کہیں گے، مگر محبت اور اتباع کے حقیقی دعویداروں کو اس قسم کے مادر پدر آزاد خیالوں کی باتوں اور مذاق کی قطعاً پروانہ تھی

حضرت عثمانؓ کا اتباع سنت کا اہتمام:

ذی النورین سیدنا عثمان بن عفان صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ اور مسلمانوں کے سفیر کی حیثیت سے مشرکین کے پاس مذاکرات کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں، کفار کے عمائدین اور تکبر و نخوت سے بھرپور سرداران مکہ سے بات چیت سے پہلے کسی نے کہا کہ آپ کا تہہ بند بہت اونچے بندھا ہوا ہے جو کہ مروجہ تہذیب کے خلاف ہے۔ قربان جایئے ان سچے عشق و اتباع کرنے والوں سے کہ عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ محبت و اتباع سنت کی راہ میں مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں میرے حبیب ﷺ کا طریقہ و سنت یہ ہے کہ تہہ بند (یا شلوار) ٹخنوں سے اونچی ہو، میں اس سنت کو ترک نہیں کر سکتا۔

اللہ کے یہ برگزیدہ اور پاکباز حضرات صحابہ حضور کے اتباع کے وقت یہ نہ دیکھتے کہ یہ سنت معمولی یا حقیر ہے اس کو ترک کیا جائے اور دوسری اہم و غیر معمولی ہے اس کو اختیار کیا جائے بلکہ ایک ہی پختہ عزم و عقیدہ تھا کہ محبوب کبریا صلعم کی ہر سنت کی تعمیل کرنی ہے اسے مشعل راہ بنا کر اسی کے مطابق زندگی گزارنی ہے کسی سنت سے معمولی روگردانی کا انہوں نے کبھی سوچا تک نہیں اس کا تو ان کے ہاں تصور ہی نہ تھا کہ وہ ہم جیسے عقل کے اندھوں کی طرح سنت سے راہ فرار اختیار کرنے کے لئے توجیہہ و تاویل کی راہ اختیار کرتے، محسن انسانیت ﷺ کے اوامر کی اتباع اور نواہی سے بچنے کے احکامات پر عمل کرتے وقت ان کو قطعاً یہ پرواہ نہ تھی کہ اس تعمیل حکم اور اتباع سنت میں وقتی ظاہری ان کو کن کن نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کا مطمح نظر صرف اور صرف آخرت کی دائمی فکر و نجات پر تھا۔ تعمیل حکم میں ایک جانثار صحابیہ نے نہ صرف اپنے مال کی زکوٰۃ دینے پر اکتفا کیا بلکہ اپنے سارے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے

لئے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

دونوں کنگن اللہ کی راہ میں صرف کر دیئے:

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان امراة اتت رسول الله ومعها ابنة لها وفی ید ابنتها مسکتان غلیظان من ذهب فقال اتعطین زکاة هذا قالت لا قال یسرک ان یسورک الله بهما یوم القیامة سوارین من نار قال فخلعتهما فالقتهما الی النبی ﷺ وقالت هما لله ولرسوله۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ اس کی بچی بھی تھی، بچی کی کلائی میں دو موٹے موٹے سونے کے کنگن تھے، حضورؐ نے فرمایا کیا ان سونے کے کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو اس نے کہا کہ نہیں حضورؐ نے فرمایا کیا تم اس بات پر خوش ہو گی کہ آپ کی زکوٰۃ نہ دینے کے بدلے آخرت میں جہنم کی آگ کے دو کنگن پہنائے جائیں۔ (یہ ارشاد سنتے ہی) اس صحابیہ نے دونوں کنگن اتار اور کر حضورؐ کی خدمت میں پیش فرما کر کہا۔ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔''

اتباع رسول کیلئے بے چینی و اضطراب:

ان ایمان افروز واقعات کے بعد اپنے اعمال پر نظر دوڑائیں، کیا ہم میں ایسے کردار کے مرد وزن ہیں کہ اللہ و رسول کا حکم سنتے ہی اپنا سب کچھ اللہ و رسول کی راہ میں قربان کر دیں۔ آج پوری دنیا میں ملت مسلمہ کے شکست و ریخت کے کئی اسباب میں سے ایک اہم وجہ یہی ہے کہ نام و نہاد اسلام کے علمبرداروں نے اسلام کی سربلندی کے لئے جذبہ ایمانی اور حمت دینی کو بھلانے کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول کی فرمانبرداری کی بجائے ان کے احکامات و تعلیمات کے اپنے اپنے من کے مطابق توجیہات و تاویلات میں مصروف ہو گئے۔ جس کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ کسی طرح قرآنی و پیغمبری فرامین سے فرار کا راستہ نکل آئے۔ ذلت و رسوائی کا سامان خود مہیا کرتے ہیں اور گلے پھر دوسروں سے کر کے اپنی جھوٹی طاعت و محبت کے دعوؤں پر مصر بھی رہتے ہیں۔ جبکہ ہمارے معاشرہ کا کوئی شعبہ و کردار ایسا نہیں جو کہ مسلسل اس دعوے کی نفی نہ کر رہا ہو۔ ہم نے اپنے اسلاف کی قربانیوں، محبت الٰہی، اتباع نبویؐ کے جذبوں کو بھلا دیا ہے وہاں تو یہ حالت ہے کہ اپنے نبی و محبوب کے ایسے اعمال و واقعات جن کا تعلق انسان کی اپنی مشیت، خواہش اور ارادہ سے ہوتا ہے ان کی تکمیل و ادائیگی میں جان جان آفرین کے حوالہ کرنا تو ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ حتیٰ کہ حضورؐ کے وہ حالات و کیفیات جن کا تعلق قطعاً انسان کی خواہش و مشیت اور ارادوں سے نہیں ان میں بھی اتباع و موافقت کیلئے بے چین رہتے۔

(جاری ہے)